جماعت احمدیہ کی رشتہ داریاں خدا تعالیٰ کا ایک نشان ہیں

(فرمودہ ۱۲ مئی ۱۹۳۰ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک پرانے خادم سیٹھ محمد غوث صاحب سکنہ حیدر آباد دکن کے صاحبزادہ محمد اعظم کا نکاح ۱۲ مئی ۱۹۳۰ء کو حکیم محمد حسین صاحب قریشی لاہور کی لڑکی عزیز النساء بیگم سے ہوا۔ خطبہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے پڑھا۔ مہر پانچ ہزار روپیہ بشمولیت زیورات و پارچات قرار پایا۔ ؎1

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :

اللہ تعالیٰ کی طرف جو بات بھی منسوب ہوتی ہے اور جس بات کو بھی وہ جاری فرماتا ہے اس کا ہر ایک حصہ اور ہر ایک جزو خدا تعالیٰ کا ایک نشان ہوتا ہے جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے روحانی آنکھیں عطا کی ہیں وہ تو ہر جگہ نشان ہی نشان دیکھتے ہیں لیکن بعض نشان مخفی ہوتے ہیں اور اس قدر ظاہر نہیں ہوتے کہ ہر شخص ان سے فائدہ اٹھا سکے اور دنیا کی کوئی چیز بھی ایسی نہیں جس سے ہر شخص فائدہ اٹھا سکے مگر اس وجہ سے کہ وہ عام لوگوں سے مخفی ہوتے ہیں ان کے نشان ہونے میں کوئی فرق نہیں آسکتا۔ اور جو لوگ حقیقت تک پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں وہ بے شک ان سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں جن لوگوں کی نگاہ ظاہر پر ہوتی ہے انہیں تو قانون قدرت کے ماتحت وہ ایک عام بات نظر آتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مختلف دنیاوی امور بیان کرنے کے بعد فرمایا۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ ۔ ؎2 یعنی ظاہری قواعد کو دیکھ کر نہیں بیٹھ جانا چاہئے کیونکہ پہاڑوں میں، سمندروں میں، دریاؤں میں، ان میں چلنے والی

کشتیوں میں، غرضیکہ ہر چیز میں خدا تعالیٰ کے نشان نظر آسکتے ہیں۔ حقیقت تک پہنچنے کی کوشش کرنے والا غور کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان دریاؤں میں کیا فوائد رکھے ہیں، لکڑی کی بنی ہوئی کشتی پانی میں کیوں تیرتی ہے، پہاڑ، سمندر وغیرہ انسانوں کو کیا فائدہ پہنچاتے ہیں اور پھر انسان کی پیدائش سے پہلے ان سب کو کیوں پیدا کیا۔ ان باتوں پر غور کرنے سے وہ سمجھ جاتا ہے کہ کائنات عالم کا ہر ذرہ ایک نشان ہے۔

جب ظاہری اور مادی دنیا کی ہر چیز اور اس کا ایک ایک ذرہ اپنے اندر نشان رکھتا ہے تو روحانی دنیا سے تعلق رکھنے والی ہر شے کیوں نشان نہ ہوگی۔ اگر مادی سورج، چاند، سمندر، پہاڑ، لکڑی، لوہا، زمین، آسمان غرضیکہ ہر چیز ایک نشان ہے تو روحانی زمین و آسمان، روحانی چاند سورج وغیرہ کتنے بڑے نشان ہوں گے لیکن بات یہ ہے کہ ہر ایک کی نگاہ اتنی وسیع نہیں ہوتی اور نہ ہر انسان حقیقت کو دیکھ سکتا ہے۔ جس طرح ساری دنیا کے اموال ایک ہاتھ میں جمع نہیں ہوسکتے اسی طرح روحانی اموال کا حال ہے۔ دنیا کے بڑے بڑے بادشاہ بھی سب چیزوں کے مالک نہیں ہوتے وہ بعض کے مالک ہوتے ہیں بعض کے بالواسطہ مالک ہوتے ہیں اور بعض کے مالک نہیں ہوتے۔ ان کی رعایا کے لوگ اپنے اپنے گھروں، زمینوں، کنووں کے خود مالک ہوتے ہیں۔ یہی حال روحانی علوم کا ہے کوئی بڑے سے بڑا انسان بھی تمام روحانی اموال کا مالک نہیں ہوسکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ قرآن کریم میں بعض ایسی پیشگوئیاں ہیں جن کا حقیقی مفہوم رسول کریم ﷺ پر بھی نہ کھلا۔ بعض نادان سمجھتے ہیں یہ ہتک اور گستاخی ہے حالانکہ یہ غلط ہے اور اس کا ثبوت دنیاوی سلسلہ پر غور کرنے سے مل سکتا ہے کیونکہ روحانی اور دنیاوی سلسلے ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ جس طرح دنیاوی بادشاہ بعض اشیاء کا مالک ہوتا ہے لیکن اس سے آگے ملکیت در ملکیت بھی ہوتی ہے۔ مگر پھر بھی بادشاہ ہی مالک ہوتا ہے کیونکہ جب وہ رعایا کے تمام افراد کا مالک ہے تو ان کی مملوکہ اشیاء کا مالک بھی ہوگا۔ غرض ایک ملکیت تو براہ راست ہوتی ہے اور ایک قبضہ و تصرف والی ملکیت ہوتی ہے بعض اشیاء پر بادشاہ کو بادشاہت کے لحاظ سے تو ملکیت حاصل ہوتی ہے مگر قبضہ و تصرف کے لحاظ سے نہیں ہوتی۔ قبضہ و تصرف کی ملکیت اس کو حاصل ہوتی ہے جس کے کھاتہ میں اس کا اندراج ہوتا ہے اور اس کے متعلق خرید و فروخت کرنے کا حق بھی اسی کو ہوتا ہے۔ ہندوستان کی زمین گورنمنٹ کی ملکیت ہے مگر باوجود اس کے انگریز لوگوں سے ان کی زمینیں یونہی لے نہیں سکتے اگرچہ بادشاہ

ہونے کے لحاظ سے وہ مالک ہیں۔

اسی طرح روحانیت کا سلسلہ ہے۔ بادشاہی کے لحاظ سے تو تمام روحانی اموال اس زمانہ کے نبی کی ملکیت ہوتے ہیں مگر آئندہ زمانوں میں حالات کے مطابق خدا تعالیٰ جس حصہ کا تصرف کسی کے حوالہ کرتا ہے وہ اس کی ملکیت ہو جاتا ہے۔ مثلاً کسی کو قرآن کریم کی کسی آیت کی کوئی خاص تفسیر سمجھا دی۔ کسی کو کسی حدیث کے نئے معنے بتا دیئے ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ معنے رسول کریم ﷺ پر بھی کھلے تھے گو سب حقائق و معارف کے مالک آپ ہی ہیں اور آپ کے فیض سے ہی دوسروں کو یہ نعمت حاصل ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو نشان آتے ہیں وہ مختلف اقسام میں منقسم ہوتے ہیں اصل تو وہی ہوتے ہیں جو انبیاء سے تعلق رکھتے ہیں لیکن آگے ان کے ماننے والے، ان کی اولادیں، رشتہ دار اور بیوی بچے سب نشان ہوتے ہیں جو بادشاہت کے لحاظ سے تو اس نبی کی ملکیت ہوتے ہیں جس کی طرف وہ شخص منسوب ہوتا ہے لیکن تصرف کے لحاظ سے اس فرد کی طرف منسوب ہوں گے جسے دیئے جائیں گے۔ غرض جس طرح دنیا کا ہر ایک ذرہ نشان ہوتا ہے اسی طرح جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور آتے ہیں ان سے تعلق رکھنے والا ہر فرد بھی ایک نشان ہوتا ہے اور میں تو یہ یقین رکھتا ہوں کہ کوئی کمزور سے کمزور احمدی بلکہ منافق احمدی اور اس سے بھی بڑھ کر مرتد احمدی بھی ایسا نہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نشان نہ ہو کیونکہ جو چیز آگ سے ایک دفعہ چھو جاتی ہے وہ خواہ بعد میں علیحدہ ہو جائے تو بھی ایک عرصہ تک اس کا اثر ضرور اس میں رہتا ہے۔ اسی رنگ میں مجھے جماعت احمدیہ کے نکاح بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نشان نظر آتے ہیں۔

لوگوں نے ایک مثال بنائی ہے جو اگرچہ ہے تو تحقیر کے لئے لیکن نبی کے زمانہ میں وہ ایک نشان بن جاتی ہے کہتے ہیں "کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا بھان متی نے کنبہ جوڑا" خونی رشتوں کے تعلقات ایک عظیم الشان چیز ہیں کہ انسان اس کے لئے ہر قربانی کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے مگر انبیاء کے زمانہ میں آکر ایسی روح پیدا ہوتی ہے کہ قوم، ملک، اخلاق، تمدن و تہذیب، میل ملاقات، رشتہ داریاں، زبان وغیرہ تمام حد بندیاں ٹوٹ جاتی ہیں اور کہیں کے لوگ کہیں جا ملتے ہیں۔ ان کو اس طرح ملانے والی ظاہری چیز کوئی نظر نہیں آتی سوائے اس کے کہ وہ کہہ چکے ہوتے ہیں۔ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِىْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا رَبَّنَا

..... ۴؎ وہ سب کے سب "نا" میں جمع ہو جاتے اور پھر ایسے رشتے جوڑتے ہیں۔ الا ماشاء اللہ جس کی نظیر نہیں مل سکتی اور وہ آپس میں بہت ہی محبت و پیار سے رہتے ہیں۔ ہندوستانی شرفاء میں یورپین عورت سے شادی ہتک سمجھی جاتی ہے اور یورپین لوگ بھی ہندوستانی عورت سے شادی پسند نہیں کرتے۔ مگر ہماری جماعت میں یہ بھی تمیز نہیں۔ پھر نہ پنجابی ہندوستانی کو حقیر سمجھتا ہے اور نہ ہندوستانی پنجابی کو ذلیل خیال کرتا ہے ان سب میں صرف یہی جوڑ ہے کہ وہ اٰمَنَّا کہہ چکے ہیں اور اس لئے سب میں ایک رشتہ قائم ہو گیا ہے۔ ہماری جماعت کے رشتے بھی ایک نشان ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ثبوت ہیں۔

ایک شدید مخالف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں آپ کے پاس آیا اور بڑی شوخی سے کہنے لگا آپ مجھے نشان دکھائیں۔ آپ نے فرمایا تم خود میری صداقت کا نشان ہو۔ اس وقت جب کوئی میرا اور قادیان کا نام بھی نہ جانتا تھا مجھے خدا تعالیٰ نے خبر دی تھی یَاْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ۔ ۵؎ کہ لوگ دور دور سے تیرے پاس چل کر آئیں گے اور تم چل کر آئے ہو اس لئے میرا نشان ہو۔ دراصل توجہ کا ہونا خواہ وہ مخالفت کے رنگ میں ہی ہو خدا کے فضل سے ہی ہوتا ہے۔ مولوی یار محمد ہمیشہ مجھے لکھتا رہتا ہے کہ تم میری طرف توجہ کیوں نہیں کرتے اور نہیں تو مخالفت ہی کرو۔ چکڑالویوں کا ایک رسالہ نکلتا ہے جس کے ایڈیٹر مولوی حشمت علی ہیں انہوں نے مجھے لکھا میں چھ ماہ سے رسالہ آپ کو بھیج رہا ہوں مگر آپ اس کے متعلق الفضل میں کچھ بھی نہیں لکھتے۔ آپ تائید نہ کریں خلاف تو لکھیں۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شدید مخالفت ہوئی اور یہ بھی آپ کے صداقت پر ہونے کا ثبوت ہے۔ اگر انسان آنکھیں کھول کر دیکھے تو ہر وہ چیز جو آپ سے نسبت رکھتی ہے ایک نشان ہے۔

میں لکھنؤ گیا۔ وہاں ندوہ میں ایک مولوی عبدالکریم سلسلہ کے سخت مخالف تھے مگر میرے جانے سے انہوں نے مخالفت کا خاص سلسلہ شروع کر دیا۔ وہ باقاعدہ لیکچر دینے لگے۔ ایک لیکچر میں انہوں نے کہا مجھ سے مرزا حیرت نے بیان کیا کہ مرزا صاحب جب دہلی میں آئے تو میں جعلی طور پر انسپکٹر پولیس بن کر ان کے مکان پر گیا اور کہا مرزا صاحب کو فوراً بلاؤ میں ملنا چاہتا ہوں۔ کسی نے کہا وہ اس وقت کھانا کھا رہے ہیں۔ میں نے کہا کوئی پروا نہیں میں انسپکٹر پولیس ہوں اور فوراً ملنا چاہتا ہوں۔ مرزا صاحب نے میری یہ بات سن لی اور ننگے سر ہی دوڑتے ہوئے آئے اور جلدی جلدی اترنے کی وجہ سے ان کا پاؤں پھسل گیا اور گر پڑے۔ یہ واقعہ بیان کر کے وہ

خوب ہنسا کہ یہ نبی ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کی عجیب حکمت ہے اسی رات کوٹھے پر سے اس کا پاؤں پھسلا اور وہ نیچے آگرا اور مر گیا۔ تو اس نے جس رنگ میں استہزاء کیا تھا وہی آپ کی صداقت کے لئے ایک نشان بن گیا۔ غرض اللہ تعالیٰ کے مأمورین سے تعلق رکھنے والی ہر چیز ایک نشان ہوتی ہے اور جس چیز کو دشمن ان کے ذلیل کرنے کے لئے استعمال کرتا ہے وہی ان کی صداقت پر نشان ہو جاتی ہے۔ اس بات سے ہم یہ سبق حاصل کر سکتے ہیں کہ اگر انسان کے دل میں تڑپ ہو کہ میں خدا تعالیٰ کا کوئی نشان دیکھوں اور اپنے ایمان کو تازہ کروں تو اس کا طریق یہی ہے کہ زمانہ کے مأمور سے گہرا تعلق پیدا کرے اس کے بعد انسان کی اپنی ذات، اس کے بیوی بچے، اس کا کھانا پینا، بیٹھنا اٹھنا، سونا جاگنا سب کچھ ایک نشان بن جاتا ہے۔

اس وقت میں جس نکاح کے اعلان کے لئے کھڑا ہوا ہوں وہ بھی ایک نشان ہے کیونکہ لڑکا حیدر آباد دکن کا رہنے والا ہے اور لڑکی لاہور کی رہنے والی ہے۔ دونوں کی نہ تو زبان ایک ہے، نہ اطوار، نہ تمدن و تہذیب ایک۔ مگر دونوں اٰمَنَّا کی لڑی میں پروئے جاچکے ہیں اور اسی تعلق کی بناء پر یہ ظاہری رشتہ بھی قائم ہو رہا ہے۔ اور اگر چشم بصیرت ہو تو یہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک نشان ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آنے کی غرض یہ تھی کہ دنیا کو ایک کردیں اور اس سلسلہ کی پہلی منزل یہی ہے کہ پہلے آپس میں رشتہ داریاں ہو کر ظاہری اتحاد قائم ہو اور اس سے ترقی کرکے آگے ہر چیز میں کامل اتحاد اور یگانگت پیدا ہو جاتی ہے۔

سیٹھ محمد غوث صاحب جو حیدر آباد کے رہنے والے مخلص اور سلسلہ کے پرانے خادم ہیں اور قادیان میں بھی اکثر آتے رہتے ہیں حالانکہ ایسے کاروباری لوگ عام طور پر یہاں نہیں آسکتے۔ ان کے لڑکے محمد اعظم صاحب کا نکاح حکیم محمد حسین صاحب قریشی (لاہور) کی لڑکی سے قرار پایا ہے۔ قریشی صاحب سیٹھ صاحب سے بھی پرانے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اولین صحابہ میں سے ہیں۔

(الفضل ۲۷۔ مئی ۱۹۳۰ء صفحہ ۵، ۶)

۱؎ الفضل ۱۶ مئی ۱۹۳۰ء صفحہ ۲　　۲؎ النور : ۴۵

۳؎ ازالہ اوہام حصہ اول صفحہ ۲۰۷ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۰۷

۴؎ اٰل عمران : ۱۹۴

۵؎ تذکرہ صفحہ ۲۰۱۔ ایڈیشن چہارم